فصيره در مدح امام زمانه على الله فرجالشريف

قرآن کا دل سنجل رہا ہے یہ کس نے نقاب رخ سے الٹی ہے نور کہاں اہل رہا ہے ہاتھوں سے لئے حسام حیرہ کعبے سے کوئی نکل رہا ہے ایماں کے چراغ بچھ رہے ہیں نیبت کا حجاب کھل رہا ہے ہر اشک لئے ہے ان کی صورت پانی میں چراغ جل رہا ہے آئے گی قیامت اس بہانے ہر کمئ زیست ٹل رہا ہے آئکھوں کا خمار ڈھل رہا ہے کشتی کی طرح سے چل رہا ہے ارمان دلی مچل رہا ہے ال شب کا چراغ جل رہا ہے پھر فرش پہ جام چل رہا ہے پھر زہد کا دل مچل رہا ہے پھر جام شراب ابل رہا ہے ہے جام برست موج دریا میخانہ جگہ بدل رہا ہے اے چارہ گر حیات آ جا بیار کا دم نکل رہا ہے اے کاش کے زمانہ مجھ سے پردے سے کوئی نکل رہا ہے

آیات کا رخ بدل رہا ہے قائم کے قدم کی برکتوں سے دنیا کا نظام چل شیشوں کے چراغ جھلملائے آئکھوں کا خمار ڈھل پانی پہ عریضہ محبت دریا کو تو ہے سکون، لیکن ہر شب کے چراغ ہو چکے گل پھر عرش سے مئے برس رہی ہے پھر بزم سرور میں ہے رونق توبہ کے قدم نہ لڑکھڑائیں

قصيره درمدح سيدالشهد اءامام حسين عليهالسلام

اديب اكبرانيس العصرسيدابن الحسين مهدى نظمى اجتهادي بہاروں نے رلایا ہے لہو اہلِ گلتاں کو گا دے آگ اے برق تیاں فصلِ بہاراں کو جنوں پرور مزاج موسم گل ہے تو دیوانو! مٹا دو امتیازِ جاکِ دامان و گریباں کو

مزاج آبلہ یائی کو بھی مرغوب ہیں کانٹے لہو یننے کی عادت ہے اگر خارِ مغیلال کو

اسیر و بند کر دو روزن دیوارِ زندال کو بجها دو صبح کی خاطر چراغ شام حرمال کو الت دو دامنِ زخمِ رگِ دل پر ممكدال كو کہاں گنتی ہے چشم ناخدا امواج طوفاں کو نه دُهوندهو گريه شبنم مين سوز زخم پنهال كو یریشال ہے تو رہنے دو پریشال زلف دورال کو جنا بسته كف وست وكف يائے نگارال كو چھوتی ہے جگر میں پھول کے خارِ مغلیاں کو لٹاتی ہے صبا، گنج زرِ گلہائے خنداں کو بہت بدنام کرتے تھے چن والے بیاباں کو کہ ڈر ہے بے سرو سامانیوں کا سازو ساماں کو وہاں ملتی ہے عزت مثل بوسف چاک داماں کو گلے پر رکھ لیا ہے مسکرا کر تینی عرباں کو رفو دامن کو ہے درکار نے بخیہ گریباں کو جنون عشق نے افسائہ ہستی کے عنوال کو تو زگس باغ میں کیوں آتی لے کرچٹم حیراں کو کہ ملتا ہے غم دورِ خزاں فصل بہاراں کو کہاں سے لایئے چارہ گری غم کے ساماں کو تری زلف پریشاں سے مرے حال پریشاں کو سنا دے مطلع نو محفل اربابِ ایمال کو نہ جانے کیوں منسی سی آگئی ہے زخم پنہاں کو یئے تخفیف غم روکو نہ سیل چیثم گریاں کو کیا کرتے ہیں ہر شب منعقد جش چراغاں کو خزال کے آئینے میں دیکھئے حسن بہاراں کو ملا لوگل بدامال لالہ زاروں سے بیاباں کو سوادِ کاکلِ شب حیاهییٔ شمع فروزال کو

ہوائے حریت کیوں قوتِ پرواز کو چھیڑے شب تاریک سے ہوتی ہے امید سحر پیدا دوا ہے جارہ ساز و درد کا حد سے گذر جانا کہاں کرتا ہے شانہ گر شارِ حلقۂ گیسو چراغ برق، زیر دامنِ ابرِ روال دیکھو پریشانی بھی اک حسنِ ادائے وقت ہے شاید لہو کی سرخیاں درکار ہیں اب تک یے زینت فغال اے موسم گل، قوتِ نشو و نما اب تک چراتی ہے نیم صبح گلثن، گوہر شبنم بہاریں ہیں مگر گلزار میں پھر بھی اداسی ہے فغال برلب خِردوالے ہیں اندیشوں کے آنچل میں جہاں ہوتا ہے اے اہل خرد ذوقِ جنوں کامل سرِ مقتل، نشاطِ استی حق یانے والوں نے الہو سے ہو کے تر یوں جم گیا ہے پیربن تن پر ڈبو کے خوں میں نوکِ ناخن وحشت کو، لکھا ہے نه ہوتی گر تماشہ گرئی ہنگامہ گلشن تبہم کی سزا، پژمردگی ہے لالہ وگل کی تضاد و کشکش ہے عرصہ گاہِ زندگانی میں غم فرقت مسلسل ہے مگر پھر بھی تعلق ہے غزل مضمونِ تشبيبِ قصيده بن گئي نظمی جنوں والوں نے دیکھا ہے جہاں گلہائے خنداں کو مسرت ہے اگر تخفیفِ غم تو اے خرد والو وفا آلود اشك غم دُهلك كر بزم جانال ميں ملا كرتا ہے ويرانوں سے ذوقِ زينتِ كلشن بڑھا دیتا ہے سرمستی خوشی کی منظر عبرت نه ہو ظلمت تو ادراکِ عجل ہو نہیں سکتا

چراغِ اشكِ مرْگال چاہيئ شامِ غريبال كو نوید وصلِ جانال جاہی بیارِ ہجرال کو سبوئے خون بسل جاہی قاتل کے پیکال کو اندهیرا جاہی روش گری ماہ تاباں کو نشاطِ جام خخر چاہی رندانِ عرفال کو بیاباں چاہی حسن رَم پائے غزالاں کو کہ زخم چشم حسرت جاہی دیدار جانال کو دکھا دی منزل معراج مومن اہل ایماں کو نشاطِ تشنہ کامی نے سرابِ دشتِ امکال کو ملی ہے قوتِ پرواز کتنی طائر جاں کو نه سمجھو حرف آخر کتبہ گور غریباں کو بہیں یر ڈھونڈھتا ہے آدمی شاہِ شہیداں کو کہ صہبائے ولا کی تشکی ہے بزم رندال کو نه علتے ورنہ دانے رشتہ شبیح یزدال کو دعا تيں ديں نمازي رفعت خون شهيدال كو بھرے بیٹھے ہیں جو خاک شفاسے جیب و داماں کو ولا کی تند مے جو مست کردے بزم رندال کو تکلف برطرف چھلکا دے جام میگسارال کو پیو اے میکشو بے خوف ِ لغزش جام ایمال کو مبارک ہو خدا کے دین کو کعبہ کو قرآن کو حیین ذکر سے قوت ملا کرتی ہے ایماں کو کہ اس کی یاد سے تسکین مل جاتی ہے انساں کو ولا کا تیسرا ساغر پلا دے برم رندال کو ملی ہے وہ فضیلت روضة شاہِ شہیداں کو ضریح شاہ سے نسبت ہے کیا تخت سلیمال کو شریعت نے لیا ہے گود میں تفسیر قرآل کو

نمودِ صبح عشرت غازهٔ خونِ شفق مانگے شبابِ پیکرِ لاله رُخال، آغوشِ وا حاب صراحی خونِ ناحق کی لبِ تینِ جفا مانگے خروش صبح نو کو چامین سورج کی تابانی فرانِ دار پر منصور رقصِ سرخوشی جاہے دل بلبل ہے نغمہ سرائی گلتاں مانگے نظر آتا نہیں اے آئینہ گر حسن ول آرا جبین شکر نے خم ہو کے سجدے میں تہہ خخر حقیقت کے نئے چشمے دیئے ہیں صورتِ زمزم اجل کے دشت تک آتا ہے اڑ کر باغ ہستی سے نہ جانے اور کتنے باب ہیں رودادِ استی میں یہیں سے ذکر چھڑتا ہے حیاتِ جاودانی کا سنا دے برمحل اک مطلع نو مدح سرور میں ميسر آ گئ خاكِ شفا اربابِ ايمال كو مصلّے سج دیئے خاکِ شفا کی سجدہ گاہوں نے نظر یرتی نہیں ان کی زر وسیم و جواہر پر یلا خاکِ شفا کے جام میں اے ساتی دوران ہے جشن عید میلادِ حسین ابن علی ساقی پر پیدا ہوا ہے ساقی تسنیم و کوثر کا محافظ آ گیا اسلام کا آغوش ہستی میں حسینی ذکر سے زینت بڑھا کرتی ہے مجلس کی شہید کربلا کا اک یہی احسان کیا کم ہے سناكر مطلع ثالث ثنائے شاہ میں نظمی بڑا رہبہ ہے لیکن رشک ہے گزارِ رضوال کو کوئی موج ہوا پر ہے کوئی دوش عقیدت پر نہیں ہے صرف آغوشِ نبی میں پیکرِ سرور ا

سکھایا ہے نی کی آل نے سجدہ مسلماں کو ستم سے رُک سکے تو روک دے آوازِ قرآں کو تبھی گئج شہیداں کو تبھی شام غریباں کو حدیثِ آرزو و ذوقِ آزادی کے عنوال کو حقارت سے حرم دیکھا کئے دیوار زندال کو ترے زندال سے نسبت ہی نہیں بوسف کے زندال کو شفق رکھے گی تازہ سرخیُ خونِ شہیداں کو کی کس شے کی ہے بزم حسینی کے سخنداں کو

کھارا ہے شعور آدمی کو تشنہ کامول نے سنوارا ہے شہیدانِ وفا نے ذوق انسال کو تبهی محرابِ خنجر میں تبھی محرابِ زنداں میں تلاوت کررہا ہے نوکِ نیزہ پر سرِ سروڑ نجف میں کربلا میں قم میں دیکھوسیرت مسلم نہ ڈھونڈھو قیصری کے شیش محلوں میں مسلماں کو ہوا ہے اور نہ ہوگا تا قیامت مرعی کوئی شرف ایبا ملا ہے فاطمہ کی راحت جال کو علیٰ کی شیر دل بیٹی نے چشم صبر سے دیکھا فراہم کردیا ہے حلقۂ زنچیر عابدٌ نے تحیر سے ستم سوچا کیا حربے تشدد کے نه به جور و تشدد تها نه به ظلمت نه به غربت الہو کا رنگ تھلکے گا قبائے لالہ وگل سے سائش ہے،صلہ ہے، قدر ہےعزت ہے اسے نظمی

قصيره در مدح امام عصر عبل الدفرج الشريف

کہ تابش سیاہی کا گھر ڈھونڈھتی ہے قبائے عروب سحر ڈھونڈھتی ہے کے چاندنی رات بھر ڈھونڈھتی ہے شبِ تار مہرِ سحر ڈھونڈھتی ہے ضائے جبینِ قمر ڈھونڈھتی ہے سحر خود نگارِ سحر ڈھونڈھتی ہے مالِ حیاتِ بشر ڈھونڈھتی ہے نظر اعتبارِ نظر ڈھونڈھتی ہے کے عشق کی چیثم تر وطوند طتی ہے محبت کے سیجے گہر ڈھونڈھتی ہے یقین دل معتبر ڈھونڈھتی ہے شعور نظر ڈھونڈھتی ہے محبت امامِ نمازِ سحر ڈھونڈھتی ہے

نظر مردم چشم تر ڈھونڈھتی ہے بیہ کالی رِدائے سرِ شام ججرال کوئی اور مہتاب پنہاں ہے شاید نجوم فلک کے چراغوں کو لے کر شبتال شبتال نگاهِ ثريا گلتاں گلتاں جاباتِ گل میں اجل آپ اپنے اندھیرے نگر میں تصور کی ضوکار شیشہ گری میں بلاتا ہے کس کو شعورِ محبت نظر جوہری کی سر نوکِ مڑگاں جتبجو ہر تجس سے پہلے نہیں دید صورت کی طالب محبت نہیں دیدِ صورت کی طالب مصلّٰی بجھائے ہوئے موجِ دریا